من گھڑت اور غیر معتبر روایات
بنیادی عوامل اور ان کے سدِّ باب کی راہیں

مفتی طارق امیر خان
متخصص فی علوم الحدیث، جامعہ فاروقیہ کراچی

شریعتِ غرّاء میں حدیث کو مصدرِ ثانی کی اساسی حیثیت حاصل ہے، جس میں نقب زنی سے حفاظت کا انتظام عہدِ رسالت کی ابتداء ہی سے کر دیا گیا تھا، اور یہ صیانت وحفاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نتیجہ تھی:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه مِنَ النَّارِ".(۱)

ترجمہ: "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

جاں نثار صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہر دَم خوفزدہ رہتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور، ہمہ وقت اُن کی نگاہوں کے سامنے رہتا تھا، صحابہؓ کی اسی کیفیت کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:

"سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان، محافلِ صحابہؓ میں اتنی شہرت اختیار کر گیا تھا کہ آج بھی کتبِ حدیث میں سو سے زائد ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام محفوظ ہیں، جن سے یہ روایت مسنداً (سند کے ساتھ) منقول ہے"۔(۲)

اگر اِن تمام طُرق اور روایات کو بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمہ گیری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، کیونکہ جہاں اِبتدائے نبوت کی خفیہ مجالس میں اِس حدیث کی سرگوشیاں تھیں، وہاں اِکمالِ نبوت یعنی خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع میں بھی اسی اعلان کی گونج تھی، جہاں عشرہ مبشرہ اس روایت کو نقل کر رہے ہیں، وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عام وخاص بھی اس کو دُہرا رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں جس طرح یہ ارشاد زبان زَدِ عام تھا، صحابیات رضی اللہ عنہن کی مجالس بھی اس فرمان سے مزیّن تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کا اثر تھا کہ جب ذخیرۂ اَحادیث میں من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے ذریعے رَخنہ اندازی کی مذموم کوششیں شروع ہوئیں، تو محدثینِ کرام نے احادیث کے صحت وسُقم کے مابین "اسناد" کی ایسی خلیج قائم کر دی، جس کی مثال اُممِ سابقہ میں ملنا محال ہے، محدثینِ کرام نے احادیث کو خس وخاشاک

سے صاف کرنے کے لئے یہی "میزانِ اسناد" قائم کی، جس کے نتیجے میں حدیث کے مبارک علوم وجود میں آتے رہے، ضعیف اور کذّاب راویوں پر مستقل تصانیف کی گئیں، انہی متقدمین علماء نے کتب العِلَل میں ساقط الاعتبار (غیر معتبر) احادیث کو واضح کیا، علماء متأخرین نے بھی باقاعدہ مُشتَہرات (زبان زدِ عام روایات پر مشتمل کتابیں) ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات پر کتابیں لکھیں، چنانچہ ہر زمانے میں احادیث کا ذخیرہ محفوظ شاہراہ پر گامزن رہا۔ روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا سورج طلوع ہوا ہے، وہ حدیث کے محافظین خود ساتھ لایا ہے۔

پاک و ہند میں ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات اور اُن کا سدِ باب:

اگر ہم اپنے خطے برِ صغیر پاک و ہند کا جائزہ لیں، تو موضوعات کی روک تھام میں سرفہرست علامہ ابوالفضل الحسن بن محمد صاغانی لاہوریؒ کا نام نظر آتا ہے، آپ ۵۷۷ھ لاہور (پاکستان) میں پیدا ہوئے، اور حدیث ولغت کی دیگر خدمات کے ساتھ، خود ساختہ روایات پر دو گراں قدر کتابیں لکھیں:

۱-الدُرَرُ المُلْتَقَط في تَبْيِينِ الغَلَط ۲-موضوعات الصَّغَانِي

من گھڑت اور غیر معتبر روایات کے بنیادی عوامل:

پاک و ہند میں من گھڑت اور باطل روایات کا مطالعہ بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے، جن میں یہ نکتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ برِ صغیر پاک و ہند میں وہ کون سے قدیم بنیادی طبقات ہیں، جو یہاں خود ساختہ روایات کی ترویج میں راہ ہموار کرتے رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں سب سے قدیم تحریر علامہ صاغانیؒ ہی کی ملتی ہے، جس سے ہمیں بڑی حد تک اس مسئلے کے جواب میں رہنمائی ملتی ہے، چنانچہ علامہ صاغانیؒ "الدُرَرُ المُلْتَقَط" (۳) میں اپنی تصنیف کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد كَثُرَتْ في زَمَانِنَا الأحاديث الموضوعةُ، يرويها القصاصُ على رُؤوس المَنَابِر والمجالسِ، ويَذْكُرُ الفُقَرَاءُ والفُقَهَاءُ في الخَوَانِقِ والمَدَارِسِ، وتَدَاوَلَتْ في المَحَافِل، واشْتُهِرَتْ في القَبَائِل، لِقِلَّة مَعْرِفَةِ النَّاس بعِلْمِ السُّنَنِ، وانْحِرَافِهم عن السُّنَنِ".

اس عبارت میں امام صاغانیؒ نے موضوعات اور غیر معتبر روایات کی اِشاعت میں مُلوّث چند عوامل کا ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

☆......قصہ گو برسرِ منبر اور مجالس عامہ میں، من گھڑت روایتیں بیان کرتے تھے، ایسے ہی جاہل صوفیاء اور جاہل فقہاء کی مجالس بھی ان باطل مرویات سے پُر تھیں۔

☆......اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ یہ خود ساختہ عبارتیں ملّت اسلامیہ کے ہر طبقے اور قبیلے میں رواج پاتی رہیں، اور یہی کلام، مجالس کی زینت بنتا رہا، بالآخر موضوعات کی یہ گرم بازاری پورے معاشرے میں سرایت کرگئی۔

☆......اس شرعی اِنحطاط کا باعث صرف معرفتِ حدیث سے دوری تھی۔

وَضّاعین کی اقسام اوران کے مذموم مقاصد:

علامہ صاغانیؒ کا گزشتہ اِقتباس ہماری قدیم خستہ حالی کی جیتی جاگتی تصویر ہے، جس میں مذکور طبقات ہمارے سابقہ سوال کا اجمالی جواب ہیں، مزید وضاحت کے لئے ہم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے اس مقدمے (۴) کو بہت ہی معاون پاتے ہیں، جس میں انھوں نے حدیث گھڑنے والوں کے اَغراض ومقاصد بتاتے ہوئے، انھیں کئی اقسام پر تقسیم کیا، اِن اقسام سے ہم بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ برصغیر پاک وہند میں وہ کونسے حلقے، اَفراد اور گروہ ہیں، جن کے ہاں موضوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جنم لیتا رہا ہے، بالفاظ دیگر یہ روایات انھیں کے راستے سے مشہور ہوئیں۔

۱- زَنادِقہ:

زَنادِقہ، ان کا مقصد اُمت میں رطب ویابس پھیلا کر شریعت کو مسخ کرنا ہے، علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے اس عنوان کے تحت پاک وہند کے "فرقۂ نیچریہ" اور اُن کے گمراہ کُن عقائد کا ذکر کیا ہے، آپ نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فرقہ نصوصِ شرعیہ میں تحریف (تبدیلی) لفظی ومعنوی کا مرتکب رہا ہے۔

۲- مؤیدینِ مذاہب:

دوسری قسم اُن افراد کی ہے، جنہوں نے اپنے مذہب اور موقف کی تائید میں روایتیں گھڑیں، اِس عنوان کے تحت علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے حدیث میں خوارج کے طریقۂ واردات کو بیان کیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بعض خوارج نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم نے اپنے موقف اور رائے کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی احادیث گھڑی ہیں۔ یہاں برّصغیر پاک وہند میں موجود اہل سوء اور بدعتیوں کا ذکر بھی برمحل ہے، جنہوں نے اس خطے میں بہت سی مُحدَثات (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اور بدعات کو سند جواز فراہم کی، اور اپنی اِختراعات کے ثبوت میں، من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایتوں کا سہارا لیا۔

۳- اصلاح پسند اَفراد:

تیسرا طبقہ اُن افراد کا ہے، جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کے خیال سے ترغیب وترہیب کی احادیث گھڑیں۔ اس میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ایک دلچسپ مثال بیان کی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ پاک وہند کے بعض اصلاح پسند لوگوں نے تمباکو نوشی سے زَجر ووَعید پر مشتمل احادیث وضع کی ہیں، پھر موصوف نے اس مضمون پر مشتمل وضّاعین کی آٹھ ایسی روایتیں لکھیں، جو سب کی سب جعلی ہیں۔

۴- طبقۂ جہلاء:

چوتھی قسم اُن لوگوں کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہر اَمرِ خیر، اقوال زَرّیں وغیرہ کا انتساب، جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ معتبر سند کے بغیر اس طرح انتساب کرنا ہرگز جائز نہیں۔

۵-اہلِ غلو:

ایک قسم اُن لوگوں کی ہے، جو عقیدت ومحبت میں اِفراط وغُلُوّ کا شکار ہوجاتے ہیں، اور اہل بیت، خلفائے راشدین، ائمہ کرام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے باطل، بے اصل مضامین مشہور کردیتے ہیں۔

۶-واعظین:

چھٹا طبقہ ان قصہ گو واعظین کا ہے جو جعلی غرائبِ زمانہ سُنا کر عوام سے دادِ تحسین وصول کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ رہا کہ یہی طبقات اور اَفراد، خطۂ ہند وپاک میں حدیث کی جعل سازی کا بیڑا اٹھائے رہے ہیں، بلکہ اس تفصیل کے بعد ہم بصیرت سے یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے گرد وپیش ایسی بہت سی ہم معنی باطل احادیث پھیلی ہوئی ہیں، جو بلاتردّد انھیں خاص طبقات کی مذموم کوششوں کا نتیجہ ہے۔

پاک وہند میں تکاسلِ حدیث اور اس کے اسباب:

اگرچہ برصغیر پاک وہند میں زبان زَدِ عام رِوایات کی تنقیح بجا طور پر ہوتی رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سوال، جواب کا مستحق ہے کہ پاک وہند میں، افرادِ اُمت عام طور پر احادیث میں صرف سطحی ذہن رکھنے والے ہیں، اور اکثر احادیث کی چھان بین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، آخر، حدیث کے عنوان سے مزاجوں میں حساسیت اتنی مُدھَم کیوں رہی ہے؟

تلاشِ بسیار کے بعد پاک وہند کی قابلِ فخر شخصیت علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) کی عبارت میں اس مُعَمّہ کا حل مل گیا۔ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے "کوثر النبيّ وزُلَالُ حَوضِه الرَّوِي" (۵) میں ایک مقام پر بعض ایسی کتبِ تفسیر، کتبِ زہد، کتبِ اَورَاد وغیرہ کا تذکرہ کیا، جن میں مقدوح اور غیر مُعتبر احادیث بھی ہیں، پھر اِن کتابوں میں موجود ساقط الاعتبار احادیث کے اسباب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" والسَّبَبُ أنه قَلَّ اشتِغَالُهم بِصَنَاعَةِ الحَدِيث، وأنّهم اعْتَمَدُ وا على المشهور في الألْسِنَة مِنْ تَحْسِينِ الظَّنّ بالمُسْلِم وأنّهم انْخَدَعُوا بالكُتُب الغَيرِ المُنَقَّحَةِ الحَاوِيَةِ لِلرُّطَبِ واليَابِسِ، وأنّه لم يَبْلُغْهُم وَعِيدُ التَّهَاوُنِ في روايةِ الحَدِيثِ، وأيضاً منهم مَنْ يَعْتَمِدُ على كُلِّ ما أسْنِدَ مِنْ غَيرِ قَدْحٍ وتَعْدِيلٍ في الرُّوَاة".

"(ان کتب میں رطب ویابس احادیث کی) وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین فنِ حدیث سے کم اِشتغال رکھتے ہیں، اور مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے، زبان زَد عام روایتوں پر بھروسہ کرلیتے ہیں (حالانکہ ایسا اعتماد صرف ماہرِ فن پر ہی کیا جاسکتا ہے، نہ کہ حدیث میں کم اشتغال رکھنے والے پر) اور یہ مصنفین رطب ویابس پر مشتمل، غیر منقح کتابوں سے دھوکے میں پڑجاتے ہیں، اور (ان کے بارے میں یہی حسنِ ظن ہے کہ) ان مصنفین کو حدیث نقل کرنے میں تہاون (حقیر سمجھنا) کی وعید نہیں پہنچی ہوگی، اور بعض مصنفین سند کے راویوں کی جرح وقدح دیکھے بغیر، ہر سند والی روایت پر اعتماد کرلیتے ہیں"۔

اسبابِ تکاسل کا جائزہ:

دراصل علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے جن کتبِ حدیث وتفسیر وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتب برصغیر میں مُتدَاول اور مُرَوّج ہیں اوران کتابوں کے مؤلفین کی جلالت اور علوِ شان بلاشبہ مُسلَّم ہے، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِن مؤلفین کا فنِ حدیث میں اشتغال ناقص رہا ہے، چنانچہ صاحبِ کتاب کی یہ کمزوری عوام میں بھی سرایت کرتی رہی اور احادیثِ موضوعہ معاشرے میں پھیلتی رہیں، بہر حال ذَیل میں ہم مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ کے بیان کردہ نِکات اوران سے ماخوذ نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

فنِ حدیث میں اشتغال کی کمی:

ان مصنفین کی تالیفات میں رَطب ویابس روایات کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مؤلفین نے علومِ حدیث سے ایسا اشتغال نہیں رکھا، جس سے ان میں اُصولِ حدیث کے مطابق، حدیث کے ردّ وقبول کا مَلَکہ اوراسے پرکھنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی، حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی مُعتَد بہ تالیفات اس بات کی مقتضی ہیں کہ ان کے مؤلفین احادیث کے معاملے میں محض تحویل (حوالہ دینا) پر اکتفاء نہ کریں بلکہ حسبِ ضرورت اس بات کا پورا اطمینان حاصل کریں کہ یہ حدیث، معتبر سند سے ثابت ہے۔

محض حسنِ ظن کی بناء پر، روایات پر اعتماد:

ان کتابوں میں باطل اور بے اصل روایتوں کے شیوع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِن مصنفین کے نُفوسِ قدسیہ ہر مسلم کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے تھے، اورزبان زَدِ عام روایتوں کو حسنِ ظن کی بناء پر بلا تحقیق قبول کر لیتے تھے۔ واضح رہے کہ اس مقام پر مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے لکھا ہے حدیث میں اعتماد کا مدار صرف ماہرینِ فن ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص صناعتِ حدیث میں مہارت نہیں رکھتا ہو، تو ایسے شخص پر بلا تحقیق حسنِ ظن سے اعتماد نہیں کیا جاسکتا (۶)۔

تہاونِ حدیث پر وعید سے نا آشنائی:

ان کتب میں قابلِ رَدّ مواد کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات تہاونِ حدیث (یعنی رِوایتِ حدیث میں پوری احتیاط سے کام نہ لینا) کی وعیدوں سے واقف نہیں ہوں گے، بلاشبہ ان حضرات کی عُلوِ شان اسی حسنِ ظن کی مقتضی ہے، البتہ اس تہاون سے اجتناب کی اہمیت اپنی جگہ ہے، خاص طور پر عوامی حلقوں میں اس کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کا ہر فرد یہ محسوس کررہا ہو کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات ہرگز منسوب نہ کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، تاکہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً...... کا مصداق بننے سے بچ جاؤں، ورنہ یہی تہاون نہ صرف غیر مستند روایات کو پھیلانے میں کام آتا ہے بلکہ اِن روایتوں کو تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

تحقیق کا فقدان:

ان تالیفات میں جو احادیث مُسنَد (سند والی روایات) تھیں، ان میں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ

فن جرح وتعدیل کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے، تاکہ قابلِ احتراز روایتیں ظاہر ہو جاتیں۔

ایک اہم فائدہ:

اگر ہم بھی اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ علم الروایہ (علمِ حدیث) میں ہمارا منتہا صرف سندِ حدیث پانا ہے، اس کے بعد ہم کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، حالانکہ صاحبِ کتاب سند بیان کر کے ایک حد تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے، اب اگلا مرحلہ ہم سے متعلق ہے کہ ہم حسبِ ضرورت، متقدمین اصحابِ تخریج اور ائمہ علل کی جانب رجوع کریں، اور روایات کے قابلِ تحمل (روایت لینا) ہونے کا پورا اطمینان حاصل کریں۔

حاصل کلام:

سابقہ اسبابِ تکاسل خطۂ پاک وہند میں موضوعات کی اشاعت اور ان کی ترویج میں انتہائی مؤثر رہے ہیں، بلکہ اگر ان اسباب کے سدِّ باب کے لئے اکابرین کے طرز پر عملی اقدامات جاری رکھے جائیں تو کافی حد تک اس ساقط الاعتبار ذخیرے کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے سدِّ باب میں علماء پاک وہند کی خدمات:

سابقہ اقتباسات سے ہمیں من گھڑت روایات کی اِشاعت میں ملوّث بہت سے گروہوں اور طبقات کا بخوبی علم ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ان کی اغراض، اَفکار، اور طریقۂ کار بھی وضاحت سے سامنے آ گیا، لیکن واضح رہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ عمائدینِ اُمت نے اس فتنے کے سدِّ باب کے لئے اپنی خدمات پیش نہ کی ہو، بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ برِّصغیر پاک وہند پر ایسے شب وروز بھی آئے ہیں، جن میں صیانتِ حدیث کا تاج، علماء برِّصغیر کے سر رہا ہے، چنانچہ علامہ زاہد الکوثریؒ فرماتے ہیں: ”دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں جب کہ علمِ حدیث کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی تھیں، برِّصغیر میں یہ سرگرمیاں عروج پر تھیں“ (۷)۔

گویا کہ یوں کہنا چاہیے کہ اس وقت عالمِ اسلام کی سربراہی کی سعادت برِصغیر کو حاصل رہی ہے، بہرحال یہاں ہم پاک وہند کے اُن چند مشہور مشائخ کا مختصر تذکرہ کریں گے، جنہوں نے زبان زَدِ عوام وخواص، روایات کی حقیقت واضح کی، اور ذخیرۂ احادیث میں تنقیح کی خدمات انجام دیں۔

۱- امام رضی الدین ابوالفضائل الحسن بن محمدؒ (المتوفی ۶۵۷ھ)

آپ کی تالیف ”الدُّرَرُ المُلْتَقَط“ اور ”رسالة موضوعات الصَّغَانِی“ کا شمار فن ہذا کے اوّلین مصادر میں ہوتا ہے۔ مشتہرات پر مشتمل شاید ہی کوئی کتاب موصوف اقوال کے سے خالی ہو۔

۲- ملک المحدّثین علامہ محمد طاہر صدیقی پٹنیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ)

آپ نے اس فن میں ”تذکِرۃُ الموضوعات“ اور ”قانون الموضوعات“ لکھیں، بلاشبہ مشتہرات کا یہ مجموعہ

ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳- امام علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضیٰؒ (المتوفی ۱۲۰۵ھ)

آپ نے "إتّحاف السّادة المُتّقين" میں "إحياء علوم الدين للغزالي" کی احادیث پر، تخریج وتشریح میں محدثانہ شان کا مظاہرہ کیا ہے، اہل علم طبقہ بالخصوص پاک وہند میں اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

۴- امام عبدالعزیز بن أحمد فرہارویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ)

آپ نے تقریباً ۲ ہزار موضوع اور زبان زدعام روایتوں پر مشتمل مجموعہ تیار کیا ہے، فی الحال یہ مخطوط ہے۔آپ کے بارے میں مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں اس بات پر قسم کھاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمینِ پنجاب کو جب سے وجود بخشا ہے، ان جیسی کسی دوسرے شخصیت نے یہاں جنم نہیں لیا، تو میں حانث نہیں ہوں گا (۸)۔

۵- علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ)

آپ کی شخصیت اور حدیثی خدمات محتاج تعریف نہیں ہے، اس فن میں آپ نے "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" کے نام سے یادگار چھوڑی ہے۔

۶- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۲۸۰ھ/۱۳۶۲ھ)

آپ امراضِ امت کی پہچان اور اس کے علاج میں وہبی بصیرت رکھتے تھے، آپ نے پاک وہند میں متداول من گھڑت، بے اصل روایتوں کا سدِّ باب عملاً بھی کیا اور عوام کو بھی اس سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ بہشتی زیور، حصہ دہم میں یہ عنوان قائم کیا ہے: ''بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے'' اس عنوان کے تحت ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''دعا گنج العرش، عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ہی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں، مگران میں جو سندیں لکھی ہیں، اور ان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں، وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں'' (۹)۔

اسی طرح حضرت تھانویؒ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ سلوک وتصوّف کی مجالس میں ایک معتد بہ تعداد بے اصل روایتوں کی ہیں، چنانچہ آپ نے ''التشرّف بمعرفة أحاديث التصوّف'' میں ایسی بہت سی روایات پر روایتی اور درایتی پہلوؤں سے بحث کی ہے، جو درجۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

ایک اہم التماس:

یہ مختصر اور محدود مقالہ اس کی مزید گنجائش رکھنے سے قاصر ہے کہ ہم اکابرینِ پاک وہند کی متعلقہ موضوع میں تاریخی خدمات سے تفصیلی بحث کریں، البتہ اگر کوئی فرد علامہ عبدالحی الحَسَنیؒ کی تصنیف "نزهة الخواطر وبهجة

المسامع والنّواظر" کو سامنے رکھ کر ان محدثینِ کرام کی خدمات کو جمع کرے، جنہوں نے باطل اور من گھڑت روایتوں کا تعاقب کیا ہے، تو یہ کام نہ صرف ہمارے اسلاف کے منہج کی جانب رہنمائی کرے گا بلکہ ملک بھر میں پھیلے ہونے اُن مخطوطات کی جانب بھی رہنمائی کرے گا جو آج دِیمک اور گرد وغبار سے تحلیل ہوتے جا رہے ہیں، بلاشبہ نت نئی تحقیقات، شروحات، تسہیلات وغیرہ ناگزیر تالیفات ہیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جن مخطوطات کو ہم محفوظ کر سکتے ہیں، کل ان کا نام "کھنڈراتِ زمانہ" کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔

حوالہ جات اور مآخذ

(١)الجامع الصحيح للبخاري: باب إثم من كذب على النبي ﷺ ١/٣٣، رقم الحديث: ١٠٧، ت: محمد زهير بن الناصر، دار طوق النجاة ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

(٢)اللآلي المصنوعة: ص: ٣٥، ت: محمد عبد المنعم رابح، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

(٣)الدُرَرُ الملتقط: بحواله مجلّه "فكر ونظر"، ص: ٧٦، خصوصی اشاعت، ربيع الأول ــ شعبان ١٤٢٦هـ، ادارہ تحقيقات اسلامی بين الأقوامی، اِسلامی يونيورسٹی، اسلام آباد، پاكستان.

(٤)الآثار المرفوعة: ص: ١٢، دار الكتب العلمية بيروت.

(٥) كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِه الرَّوِي (فن معرفة الموضوعات): ص: ١٠٨، المخطوط، نَسَخَه العلامة عبد الله الوَلْهَارِي (١٢٨٣هـ).

(٦)الآثار المرفوعة: ص: ١٩، دار الكتب العلمية بيروت.

(٧)مقالات الكوثري: ص: ٦٧، دار السلام ـ مصر، الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

(٨)بغية الكامل السامي في شرح المحصول والحاصل للجامي: ص: ٢٢٧، مكتبة مدينة بلاهور باكستان، الطبعة الخامسة ١٤١٤هـ.

(٩) بہشتی زیور: ص: ٧٠٤، حصہ دہم، دار الإشاعت، ایم اے جناح روڈ، اردو بازار کراچی.

☆☆☆